بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

النور

مارچ ۱۹۸۶ء

جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کا ترجمان

امیر و مبلغ انچارج : شیخ مبارک احمد

ادارہ تحریر : قریشی مقبول احمد

مفتی احمد صادق

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نماز کے بعد دُعا

سوال ہوا کہ نماز کے بعد دعا کرنا یہ سنت اسلام میں ہے یا نہیں؟ فرمایا

ہم انکار نہیں کرتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی ہوگی مگر ساری نماز دعا ہی ہے اور آج کل دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نماز کو جلدی جلدی ادا کر کے گلے سے اُتارتے ہیں۔ پھر دعاؤں میں اس کے بعد اس قدر خشوع خضوع کرتے ہیں کہ جس کی حد نہیں اور اتنی دیر تک دعا مانگتے رہتے ہیں کہ مسافر دو میل تک نکل جاوے۔ بعض لوگ اس سے تنگ بھی آجاتے ہیں تو یہ بات معیوب ہے۔ خشوع خضوع اصل جزو تو نماز کی ہے وہ اس میں نہیں کیا جاتا۔ اور نہ اس میں دعا مانگتے ہیں۔ اس طرح سے وہ لوگ نماز کو منسوخ کرتے ہیں۔ انسان نماز کے اندر ہی ماثورہ دعاؤں کے بعد اپنی زبان میں دعا مانگ سکتا ہے۔

The Ahmadiyya Gazette and **Annoor** are published under the supervision of Maulana Sheikh Mubarak Ahmad, Ameer & Missionary Incharge, U.S.A., for the **Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.**, 2141 Leroy Place, N.W., Washington, D.C., 20008. Phone: (202) 232-3737

Printed at the Fazl-i-Umar Press, and distributed from Athens, Ohio 45701

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
P. O. BOX 338
ATHENS, OHIO 45701

Non Profit Org.
U.S. POSTAGE
PAID
ATHENS OHIO
PERMIT #143

نماز مومن کی زندگی میں نبوّت کے رنگ بھر دیتی ہے

نماز کو سنوارنے کیلئے سنہری اُصول

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بتاریخ ۱۳ دسمبر ۱۹۸۵ء بمقام مسجد فضل لندن

غیر مقبول نمازیں تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ النساء کی آیات ۱۴۳ اور ۱۴۴ کی تلاوت فرمائی جو مع ترجمہ درج ذیل ہیں۔

إن المنفقين يخدعون الله وهو خادعهم و اذا قاموا الى الصلوة قاموا كسالى يراؤن الناس ولا يذكرون الله الا قليلاً۔

مذبذبين بين ذلك لا الى هولاء ولا الى هولاءؕ ومن يضلل الله فلن تجد له سبيلاً۔

ترجمہ: منافق یقیناً اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور وہ انہیں ان کے دھوکے کی سزا دے گا۔ اور جب وہ نماز کی طرف جانے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی سے کھڑے ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔
ان کی حالت یاد الٰہی اور غفلت کے درمیان درمیان ہوتی ہے نہ وہ ان مومنوں کے ساتھ ہیں اور نہ وہاں (کافروں) کے ساتھ ہیں اور جسے اللہ ہلاک کر دے تو اس کے لیے ہرگز (نجات کا) کوئی راستہ نہیں پائے گا۔

فرمایا۔ ان آیات میں ایسی نمازوں کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور قبول نہیں ہوتیں۔ قرآن کریم جہاں ایسی نمازوں کا ذکر ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور قبول نہیں ہوتیں قرآن کریم جہاں ایسی نمازوں کا ذکر کرتا ہے جو عند اللہ مقبول ہوتی ہیں وہاں ایسی نمازوں کا حال بھی کھول کھول کر بیان فرماتا ہے جو رد کر دی جاتی ہیں اور ایسی نمازوں میں دو شرطیں بڑی نمایاں ملتی ہیں جیسا کہ ان آیات میں بتایا گیا ہے۔ ایک سستی اور دوسری ریاکاری۔ اس مضمون کو صراحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں جن نمازوں کے رد کئے جانے کا ذکر ہے ان کی وجہ میں غفلت اور ریاء کے جوڑے کو باندھا ہے مثلاً الذين هم عن صلاتهم ساهون الذين هم يراؤن وغیرہ

مدد مانگنے والے ہلاک نہیں کئے جاتے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مضمون کو مزید کھول کر بیان فرمایا اور فرمایا کہ وہ نمازیں جن کے بارہ میں ویل للمصلین کے الفاظ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ نمازیں جو ہلاکت کا باعث بنیں ان کو ترک کر دیا جائے، کیونکہ قرآن کریم میں یہ کہیں نہیں بتایا گیا کہ نماز ہلاکت کا موجب ہوتی ہے بلکہ نمازوں میں غفلت اور سستی اور ریاکاری ہلاکت کا باعث ملتی ہے۔ لیکن وہ جو نماز کو قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے اور بعض کریں کھاتا گرتا پڑتا خدا کے حضور دیانتداری سے حاضر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد کا طلب گار ہوتا ہے اس کے لئے یہ ہلاکت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نماز کے قیام میں اس کی مدد فرماتا ہے

اللہ اکبر قبلہ نما ہے ارکان نماز کی حکمتوں کو بیان کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ نماز کی ہر حرکت کو تبدیل کرنے وقت سوائے ایک جگہ کے سب مقامات پر اللہ اکبر کہنے کا حکم ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ قبلہ نما یہ بتاتا ہے کہ تمہاری توجہ کسی جگہ مرکوز ہونی چاہیئے گویا یہ قبلہ درست کرتا ہے۔ مثلاً تفکرات پر کسی کو بس نہیں لیکن جو دنیا دار کے تفکرات ہیں وہ نماز پر غالب آجاتے ہیں لیکن مومن کے تفکرات دنیا کے لئے نہیں بلکہ محض خدا تعالیٰ کے لئے ہوتے ہیں اگر پھر بھی ایک مبتدی کے تفکرات اس کی توجہ نماز سے ہٹا دیتے ہیں مگر ایک پختہ مومن کی نماز تفکرات پر غالب آتی ہے پس ایک مبتدی کو ہر حرکت سے تبدیلی پر اللہ اکبر کا پیغام متوجہ کر دیتا ہے کہ تمہاری توجہ کس طرف ہونی چاہیئے گویا اللہ اکبر ان تفکرات سے نجات دلاتا ہے اور قبلہ کو درست کئے رکھتا ہے۔ اللہ اکبر کی تکرار ہر موقع پر الگ الگ معنی لے کر آتی ہے۔ فرمایا ہر حرکت پر اللہ اکبر کہنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ یہ انسان کو سوچوں کے مخمصے سے نکالتا ہے پس اللہ اکبر نماز کا قبلہ درست کرتا ہے اور نماز انسان کا قبلہ درست کرتی ہے۔

نماز خامیوں کی نشاندہی کرتی ہے نماز کی حکمتوں کو بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ہر انسان نماز کے ذریعہ یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ کہاں تک خدا تعالیٰ اس کی تمناؤں کا ماویٰ اور ملجاء ہے اور یہ بھی اندازہ کر سکتا ہے کہ کس حد تک وہ خدا تعالیٰ کا ہے اور اس میں کس قدر اور کس نوع کی خامیاں پائی جاتی ہیں۔

نماز ایک آئینہ بن جاتی ہے فرمایا نماز کے ذریعہ ہم یہ بھی اندازہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کشش کے مقابل پر کون سی چیزیں ہیں جو خدا تعالیٰ سے غافل کرتی ہیں اور یہ بھی کہ خدا تعالیٰ کی کشش کیوں ان پر غالب نہیں آتی پس اس طرح نماز ایک آئینہ بن جاتی ہے جس میں انسان اپنے نفس کے مخفی بت کو دیکھ لیتا ہے اس طرح ایک کمزور انسان کی نماز بھی اس کے لئے فائدہ کا موجب بن جاتی ہے اور وہ کسی طرح رد نہیں کی جاتی کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ومن يعمل مثقال ذرة خيرا يره پس جو دیانتداری سے خدا تعالیٰ کی طرف مائل ہوتا ہے اس کی نماز سنور تی چلی جاتی ہے۔

نماز کی اصلاح کا طریق فرمایا دوسرا پہلو جس کی طرف نظر کرنے سے نماز کو بہتر بنانے کی راہ ملتی ہے یہ ہے کہ نماز کے ہر حصے میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس پر غور کرے کیونکہ ہر لفظ میں اور ہر فقرے میں بے شمار معارف ہیں مگر ہم غور نہیں کرتے اور آگے گزر جاتے ہیں۔

اِھدنا الصراط المستقیم کی لطیف تشریح فرمایا کہ یہ دعا ہم ہر نماز

کی رکعت میں پڑھتے ہیں۔ اس پر میں نے بھی کئی مرتبہ روشنی ڈالی ہے اور حضرت مسیح موعود نے تو اس کی تفسیر میں تو عظیم الشان معارف بیان فرمائے ہیں مگر سورۃ فاتحہ کے مطالب اور معانی اور حقائق تو اس قدر ہیں کہ اگر سمندر بھی خشک ہو جائیں تو بھی یہ ختم نہیں ہوں گے۔ فرمایا اھدنا الصراط المستقیم سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ صراط نماز ہی میں سے ہو کر گزرتی ہے اور تمام انعامات اسی راہ سے ہو کر ملتے ہیں۔ چنانچہ حضور انور نے صالحیت، شہادت، صدیقیت اور نبوت کے انعامات کی تفصیل بیان فرمائی اور نماز کی اہمیت اور عظمت کو نہایت عارفانہ رنگ میں بیان فرمایا۔

تلاوت میں تنوع پیدا کریں

نماز کو سنوار کر ادا کرنے کے بارے میں حضور انور نے تفصیلاً بیان فرمایا۔ اور فرمایا کہ تلاوت نماز کا ایک ضروری حصہ ہے اور نماز کے لئے قرآن کریم کی ایک سے زیادہ سورتیں یاد کرنی ہوتی ہیں۔ اور ان قرآن الفجر کان مشهودا میں اسی تلاوت کا ذکر ہے جو نماز فجر میں کی جاتی ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نماز فجر میں لمبی تلاوت کیا کرتے تھے۔
فرمایا تلاوت میں تنوع پیدا کریں۔ اس میں رنگ بھریں اور اپنے بچوں کو ایک سے زیادہ سورتیں یاد کرائیں۔

سبحان ربی العظیم کی اہمیت

حضور نے سبحان ربی العظیم کی بھی انتہائی لطیف اور پر معارف تفسیر بیان فرمائی اور فرمایا کہ اگر انسان صرف اس کی طرف ہی توجہ کرے اور اس کے نہاں در نہاں مطالب پر غور کرے تو اس کا جسم اگر ساتھ بھی دے تو ایک رکوع ہی میں عمر ختم نہ ہو۔ اسی لئے قرآن کریم نے مومنوں کو وھم راکعون کا مصداق بتایا ہے کہ ان کی ساری عمر ہی رکوع میں گزرتی ہے۔

نماز کی عظیم برکات

فرمایا آپ نماز کو سنوارتے ہیں تو خود سنورتے ہیں۔ یہ صالحیت عطا کرتی ہے، شہادت عطا کرتی ہے، صدیقیت عطا کرتی ہے اور بالآخر مومن کی زندگی میں نبوت کے رنگ بھر دیتی ہے۔

اسلام کی لو کو بجھنے نہیں دینا

وقت کا تقاضا، تبلیغ، دعوت الی اللہ، تبلیغ

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ

"تبلیغ اسلام کی جو لو میرے مولا نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزار ہا احمدی سینوں میں جل رہی ہے اس کو بجھنے نہیں دینا۔ اس کو بجھنے نہیں دینا۔ تمہیں خدائے بالا و برتر کی قسم کہ اس کو بجھنے نہیں دینا۔ اس مقدس امانت کی حفاظت کرو۔ میں خدائے ذوالجلال والاکرام کے مقدس نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم اس شمع نور کے امین بنے رہو گے تو خدا اسے کبھی نہیں بجھنے دے گا۔ یہ لو بلند تر ہوگی اور پھیلے گی اور سینہ بہ سینہ روشن ہوتی چلی جائے گی اور تمام تاریکیوں کو اجالوں میں بدل دے گی۔"

ضروری ہدایات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"۱- ہر سیکرٹری تبلیغ اپنے پاس ایک نوٹ بک رکھے جس میں وہ تمام ہدایات درج کرے جو حضور نے وقتاً فوقتاً تبلیغ کے متعلق دی ہیں اور پھر ان ہدایات کا بار بار مطالعہ کرتا رہے۔

۲- ہر سیکرٹری تبلیغ اپنی جماعت کی دو قسم کی فہرستیں بنائے، ایک وہ جو داعی الی اللہ بن چکے ہیں اور باقاعدہ تبلیغ میں مصروف ہو گئے ہیں اور دوسرے وہ جو داعی الی اللہ نہیں بنے۔ پھر ہر ماہ اپنی مساعی کی رپورٹ دے کہ جو داعی الی اللہ نہیں بنے تھے ان میں سے مزید کتنے بن گئے۔

۳- سیکرٹری تبلیغ ہر ماہ مجلس عاملہ کے اجلاس میں داعی الی اللہ سکیم اور نئی بیعتوں کے متعلق رپورٹ پیش کرے۔

۴- ہر شخص اپنے لئے خاص طور پر دعا کرے اور دعا سے کبھی غافل نہ ہو۔ اس طرح آپ کو خدا تعالیٰ کی حفاظت ہو جائے گی اور پھر کسی دشمن کی طرف سے آپ کو فکرمند ہونے کی ضرورت نہ ہوگی۔"

جنوبی افریقہ کی عدالت کا فیصلہ

حال ہی میں جنوبی افریقہ کی ایک عدالت کے فیصلہ کو ہمارے اخبارات نے نمایاں طور پر پیش کیا ہے۔ روزنامہ "جنگ" لاہور نے اپنی ۳۰ نومبر کی اشاعت میں یہ خبر دی کہ:- "لندن (نمائندہ جنگ) جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ نے قادیانیوں کو مسلمان قرار دے دیا ہے۔ قادیانیوں اور مسلم جوڈیشل کونسل کے درمیان گزشتہ تین سال سے جاری جنگ کیپ ٹاؤن میں سپریم کورٹ کے اس فیصلے کے بعد ختم ہو گئی۔ جس میں کہا گیا کہ قادیانی مسلمان ہیں۔ اپنے اس فیصلے میں جسٹس ولیم سل نے مسلم جوڈیشل کونسل کے قادیانی تحریک اور اس کے ارکان کے بارے میں ہتک آمیز مواد قرارداد کی نشر و اشاعت پر بھی پابندی عاید کر دی ہے۔ اس کے تحت انہیں ملحد اور کافر قرار دینے، قادیانی شادی کو خلاف قانون قرار دینے کے علاوہ یہ کہنے پر بھی پابندی عاید کر دی گئی ہے کہ قادیانی پیغمبر اسلام کو آخری نبی نہیں مانتے۔

عدالت نے اپنے فیصلے میں یہ بھی کہا کہ مقدمے کے تمام اخراجات مسلم جوڈیشل ادا کرے۔ مقدمے کی پیروی کرنے والے کونسل کے وکیل ایس ایس [illegible] اس ماہ کے آغاز پر عدالت کی کارروائی سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے کہا تھا کہ یہ واضح نہیں آیا سیکولر عدالت پر فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں ہے یا نہیں کہ کوئی مسلمان ہے۔" (روزنامہ جنگ لاہور ۳۰ نومبر ۱۹۸۵ء)

اس فیصلے کے اس حصے سے ہمارا کوئی تعلق نہیں کہ کسے مسلمان کہا جا سکتا ہے کون مسلمان ہے۔ اور کس کو مسلمان کہلانے کا حق ہے۔ ہم اس کے متعلق یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ کوئی شخص اس بات کا متمنی ہو سکتا ہے کہ عدالت فلاں شخص کے مسلمان یا عیسائی یا سکھ ہونے کا فیصلہ کرے تو اسے سکون ملے لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس فیصلہ کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس عدالت نے یہ کہہ کر کہ فلاں فرقے کو فلاں فلاں بات کرنے کا پورا حق ہے اپنا فریضہ ادا کیا ہے۔ جب کسی کو اس کے فریضے کی ادائیگی سے روکا جائے یا اس کے حق کو دبایا جائے یا اس کے خلاف دل آزار الفاظ میں اعلان کیا جائے تو حل یہی ہے کہ عدالت سے رجوع کیا جائے اور عدالت کا اگرچہ یہ کام تو نہیں کہ ایک مذہب کے درست یا غلط ہونے کا فیصلہ کرے لیکن اسے یہ فریضہ ضرور انجام دینا ہوتا ہے کہ مدعا کو اس کے حقوق ملنے چاہئیں۔ اور پھر اس کے بعد انتظامیہ کا فرض ہے کہ وہ حقوق دلوا بھی دیئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا بھر کی عدالتوں کو اس بات کی توفیق دے کہ وہ ہر شخص کو اس کے حقوق دلوا سکیں۔ آمین۔

مجلس عرفان حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۸۵ء بروز جمعہ بمقام مسجد فضل لندن)

یوگوسلاویہ۔ پولینڈ۔ لینن گراڈ۔ چین۔ افریقہ کی ایک ریاست میں احمدیت کا نفوذ

سوال :۔ ۱۹۸۵ء کس طرح جماعت احمدیہ کا سال ثابت ہوا ہے

جواب :۔ یوگوسلاویہ میں احمدیت کا نفوذ : اگرچہ خطبہ جمعہ اور دیگر موقعوں پر متعدد بار میں اللہ تعالیٰ کے ان انعامات اور نوازشات کا ذکر کر چکا ہوں جو اس نے اس سال ہم پر جماعت کے کئے ہیں لیکن بہت سے واقعات یکے بعد دیگرے مسلسل رونما ہو رہے ہیں جن کا ذکر نہیں کیا گیا اور وہ واقعات احمدیت کی ترقی کیلئے بنیادی حیثیت کے حامل ہیں اور ہماری کوششوں کا ان میں کوئی دخل نہیں۔ محض خدائی ہاتھ ہی ان واقعات کا محرک ہیں۔ یوگوسلاویہ ایک ایسا ملک ہے جس میں ہم کافی دیر سے دلچسپی لے رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے وقت میں ایک نوجوان کو زبان سیکھنے کیلئے یوگوسلاویہ بھجوایا گیا۔ کسی وجہ سے ہدایات میں غلطی کی بنا پر اس نے یوگوسلاویہ کی اکثریت کی زبان سیکھنے کی بجائے البانین زبان سیکھنی شروع کر دی جو یوگوسلاویہ کے ایک محدود طبقہ کی زبان ہے۔ جب اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اس وقت اس کا ازالہ کرنا ممکن نہ تھا۔ بہرحال یوگوسلاوین زبان کے سکالر کی ضرورت جماعت میں شدت کے ساتھ محسوس ہو رہی تھی اور اس کا کوئی حل ہمارے پاس نہ تھا۔ کوئی ایک ماہ قبل یوگوسلاوین زبان کے ایک ماہر کا خط مجھے موصول ہوا جو کہ پاکستان سے ہوتا ہوا مجھ تک پہنچا جس میں اس نے لکھا کہ اس نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "مسیح ہندوستان میں" کا ترجمہ یوگوسلاوین زبان میں مکمل کر کے اسکو چھپوانے کیلئے پبلشر سے بات چیت کر لی ہے اور اب میری اجازت درکار ہے۔ اُس نے اس امر کا اظہار بھی کیا ہے کہ وہ اس کتاب سے اسقدر متاثر ہوا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تمام کتب کا ترجمہ کر کے چھپوانے کا ارادہ کر چکا ہے۔ جماعت کو اس پر کچھ خرچ کرنا نہیں پڑے گا۔ میری طرف سے اجازت موصول ہونے پر اس سکالر کی بیوی نے اپنے خاوند کی بیماری کی وجہ سے مجھے شکریہ کا خط لکھا اور بعض امور کا اپنی طرف سے بھی اظہار کیا ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ ان کے خیال میں اس کتاب میں پیش کردہ نہایت ٹھوس دلائل کا جواب کوئی یوگوسلاوین سکالر نہ دے سکے گا اور وہاں کے عیسائیوں میں جو کمیونسٹ ملک میں رہنے کی وجہ سے ہر بات کا منطقی جواز ڈھونڈتے ہیں، ایک انقلاب برپا ہو جائیگا کیونکہ اُنکے خیال میں احمدیت اسلام کا ایک ایسا فرقہ ہے جو مذہبی امور کی حقانیت عقلی دلائل سے ثابت کرتا ہے۔

★ **پولینڈ میں نفوذِ احمدیت :** فرمایا۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ پولینڈ میں پیش آیا۔ میں نے ایک احمدی دوست کو جو دوسری جنگ عظیم سے قبل وہاں رہ چکا تھا اور ہر قسم کے پرانے تعلقات منقطع کر چکا تھا، اس اُمید میں بھجوایا کہ شاید کوئی پرانی واقفیت نکل آئے اور پولینڈ میں تبلیغ کا کوئی ذریعہ بن جائے۔ چنانچہ ان کی ملاقات وہاں پر چند تاتاری مسلمانوں سے ہوئی۔ ان میں سے ایک تاتاری [illegible] نے اس احمدی دوست کو اپنے خاوند کے ساتھ دوستی کی وجہ سے پہچان لیا اور اپنے تمام حلقوں میں ان کا تعارف کروایا۔ چند نوجوان بہت متاثر ہوئے اور ان کی معرفت تاریخ کے ایک پروفیسر نے خدا کے فضل سے احمدیت قبول کر لی اور اس نے مجھے لکھا کہ مجھے احمدیت کا پورا لٹریچر وغیرہ بھجوایا جائے تاکہ میں پولش میں ترجمہ کر کے اسکی اشاعت میں مشغول ہو جاؤں۔

★ **لینن گراڈ اور چین میں تائید الٰہی :** لینن گراڈ کے ایک تاریخ کے پروفیسر کو کہیں سے احمدیت کا لٹریچر میسر آ گیا۔ اس کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نے لکھا کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے تمام دعووں کو سچا مانتا ہوں۔ گو اس نے ابھی بیعت نہیں کی لیکن وہاں پر کتابوں کے تراجم کرنے اور ان کی اشاعت کیلئے ہر قسم کی مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اسی طرح چین میں بھی ایک عورت اسلام اور احمدیت میں دلچسپی لے رہی ہے۔ ۱۹۹۴ء کے اوائل میں ایک چینی ٹیم کے ساتھ ایک عورت بھی پاکستان آئی اور مجھے اس کے ساتھ تین چار گھنٹے تک مذہبی گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ اُسے خدا تعالیٰ کی ہستی کا قائل کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس نے واپس جاتے وقت ایک احمدی دوست کو جس کی صرف بیٹیاں ہی تھیں اور اس کی بیوی علیل تھی اور بظاہر اس کے ہاں مستقبل قریب میں کوئی بچہ پیدا ہونے کی امید نہ تھی یہ چیلنج دیا کہ اگر خدا موجود ہے تو اپنے خلیفہ سے کہو کہ وہ دعا کریں کہ تمہاری بیوی کو علالت کے باوجود خدا بیٹا عطا کر دے تو پھر میں یقین کر لوں گی کہ ایسی کوئی ہستی موجود ہے۔ جب مجھے اس بات کا علم ہوا تو میں نے بڑے درد کے ساتھ اسکے لئے دعا کی اور مجھے اسی وقت دعا کے قبول ہونے کا احساس ہو گیا۔ میں نے اس احمدی کو صبر کے ساتھ انتظار کرنے کیلئے لکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کے پورے نو ماہ گزرنے کے بعد اس شخص کو بیٹا عطا کر دیا۔ جب اس عورت کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی تو وہ حیران رہ گئی اور ایک دم احمدیہ لٹریچر میں دلچسپی لینے لگی۔

★ **افریقہ کی ایک ریاست میں قبولیت احمدیت :** فرمایا۔ آج ہی مجھے افریقہ کی ایک چھوٹی سی ریاست جس کا نام بھی میں نے نہ سنا تھا ایک خط موصول ہوا ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا مطالعہ کافی مدت تک کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ احمدیت ہی اسلام میں سچا فرقہ ہے اسلئے نہ صرف وہ بیعت ہی کرنا چاہتا ہے بلکہ وہاں پر مبلغ احمدیت بن کر کام کرنا چاہتا ہے۔ یہ ان متعدد واقعات میں سے چند ہیں جو تمام دنیا میں ظہور پذیر ہو رہے ہیں اور ایسے معجزانہ طور پر رونما ہو رہے ہیں کہ ان پر ہمارا کوئی اختیار نہیں۔ جو کام ہماری استطاعت سے باہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ خود ہی غیب سے انتظام فرما دیتا ہے اور ان معجزوں کے پس منظر ایسے حالات ہوتے

ہیں جو انسانی عقل کے خلاف نہیں ہیں۔

س: قرآن کریم میں حضرت عیسیٰؑ کے نام کے ساتھ "ابن مریم" کے الفاظ کیوں آئے ہیں؟

ج: فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے قبل ہی

اسمہ عیسی ابن مریم

کے الفاظ میں بچے کی خوشخبری دیتے وقت ان کے بچے کا نام عیسیٰ ابن مریم رکھ دیا تھا۔ فرمایا۔ میرے خیال میں اس کے پس منظر دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں چونکہ یہ حقیقت تھی کہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ پیدائش پر اعتراض کریں گے اور اُن کے باپ کے متعلق جھگڑا کریں گے اس لئے عیسیٰ ابن مریم کہہ کر یہ فیصلہ کر دیا کہ حضرت عیسیٰؑ کا کوئی انسانی باپ نہ تھا۔ بدقسمتی سے بعض علماء بھی حضرت عیسیٰؑ کو بن باپ کے تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس وقت کے رواج کے مطابق باپ کا نام ساتھ لگایا جاتا تھا اور چونکہ آپ بن باپ کے تھے اسلئے اللہ تعالیٰ نے خود ہی نام رکھ کر "ابن مریم" ساتھ لگا دیا۔ حضرت عیسیٰؑ کے دو نام ہمارے لئے سود مند ثابت ہوئے ہیں۔ پنجاب کے ملاؤں نے بغیر کسی وجہ کے یہ کہنا شروع کر دیا کہ کسی نبی کے دو نام نہیں ہیں اور چونکہ حضرت مرزا صاحب کے دو نام ہیں اسلئے وہ نبی نہیں ہو سکتے۔ میری سوال و جواب کی مجالس میں جب بھی یہ اعتراض اُٹھایا گیا، میں نے یہی جواب دیا کہ حضرت مرزا صاحب کو مثیل مسیح ہونے کی وجہ سے وہ نام سلسلہ میں ان کا صفاتی نام ہو گا۔ مسیح موعود کے دو نام تھے اسلئے مسیح کا بھی دو

مجلس عرفان منعقدہ اسلام آباد (انگلستان)

ضروری اور اہم مسائل کی وضاحت

(مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۸۵ء بروز ہفتہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس عرفان میں بعض اہم مسائل کی وضاحت میں جو خطاب فرمایا۔ قارئین النور کے افادہ کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے)

س: اگر سود حرام ہے تو کسی حکومت یا جماعت کیلئے کیسے حلال ہو سکتا ہے؟

ج: فرمایا۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے وہ حلال تو کسی صورت میں بھی قرار نہیں دی جا سکتی۔ ہاں بعض انتہائی خاص حالات میں انسانی زندگی کو برقرار رکھنے کیلئے خود اللہ تعالیٰ نے سہولت دی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سؤر کو حرام قرار دیا ہے اور اسکی حرمت کی کوئی وجہ بیان نہیں فرمائی۔ لیکن اسکے ساتھ ہی انسانی زندگی کو چلانے کیلئے خاص حالات میں اس کا گوشت استعمال کرنے کی اجازت بھی دی ہے، صرف اتنی مقدار میں کہ جو جان بچانے کیلئے ضروری ہو۔ جان بچانے کیلئے انسان سب کچھ کر سکتا ہے لیکن اپنی جان کیلئے کسی اور جان کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔ قرآن کریم کا یہی اصول تمام حرام چیزوں کے بارہ میں اپنایا جا سکتا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ کسی اور کی حق تلفی نہ ہو۔ ایک ایسی سوسائٹی میں جہاں سود کا نظام زندگی کا ایک ضروری جزو بن چکا ہو وہاں اس میں ملوث ہوئے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ اس سوسائٹی میں رہنے والے احمدیوں کو اس معاملے میں مشکلات پیش آ رہی ہیں اور اُنکے لئے یہ فیصلہ کرنا کہ وہ کس حد تک اس میں ملوث ہو سکتے ہیں، دقت طلب امر ہے۔ میں یہاں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کس حد تک اس نظام میں داخل ہو سکتے ہیں اور کہاں انکی حد ختم ہو جاتی ہے۔ اس سوسائٹی میں رہتے ہوئے یہ ناممکن ہے کہ کوئی احمدی سود سے بالکل علیحدہ رہے۔ خواہ وہ کچھ بھی کرے کسی بھی طریقے سے اپنی روزی کمائے، سود کی لعنت سے بچ نہیں سکتا۔ اس لئے قرآن کریم نے بھی افراد کو نہیں بلکہ سوسائٹی کو مخاطب کیا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے خلاف جنگ کر کے آخر کار شکست کھا جاؤ گے، کیونکہ ایسی سوسائٹی میں افراد مجبور ہو جاتے ہیں۔ آج کی دنیا میں، حتیٰ کہ مسلم ممالک میں رہتے ہوئے بین الاقوامی تجارت میں یہ نظام اس بُری طرح رائج ہے کہ کسی ملک کیلئے اس سے الگ ہونا گویا موت کے برابر ہے۔ کرنسی کے ساتھ کسی قسم کا تعلق بھی انسان کو براہ راست سود کے ساتھ ٹکرا دیتا ہے۔ ان حالات میں احمدیوں کو صرف اس حد تک اس میں ملوث ہونے کی اجازت ہے کہ جس حد تک جائے بغیر ان کا گزارہ نہ ہوتا ہو اور انکے لئے اپنی معاشی زندگی کو برقرار رکھنے کیلئے اس حد تک جانا ضروری ہو۔ فرمایا۔ اگر کوئی احمدی ڈیپازٹ بینک میں اپنی رقم رکھوا کر سود حاصل کرتا ہے تو یہ سود اس کے لئے حرام ہے اور وہ کسی بھی حالت میں اسے اپنی ذات پر خرچ نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کریم کے احکام کے مطابق اس بارے میں یہ فیصلہ دیا ہے کہ اس رقم کو اشاعت اسلام کی غرض سے خرچ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے وقت سے لیکر جماعت کا یہی رویہ رہا ہے اور جماعت اسکو کسی اور طریقے سے خرچ کرنیکی اجازت نہیں دے سکتی۔ ایک احمدی کیلئے ایسی صورت میں دو ہی راستے ہیں۔ یا تو وہ سود کی رقم سٹیٹ کو واپس کر دے اور یا پھر خدا کو۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اسے خدا کے راستہ میں اشاعت اسلام کی خاطر خرچ کرنے کی اجازت دی ہے۔ آج کل بعض احمدی مجھ سے بعض خاص حالات میں فیصلہ کرنے کیلئے کہتے ہیں کہ وہ کون سا راستہ اختیار کریں۔ میں اُنہیں یہ جواب دیتا ہوں کہ وہ اپنے تمام حالات لکھ کر جن میں تمام پہلوؤں پر اچھی طرح روشنی ڈالی گئی ہو، مجلس افتاء یا مفتی سلسلہ کو بھجوا دیں تا کہ وہ غور کرنے کے بعد اس بات کا فیصلہ کریں کہ خاص حالات کے پیش نظر کس حد تک انہیں عام اصول سے ہٹ کر خرچ کرنیکی اجازت دی جا سکتی ہے اور کس حد تک معاشی زندگی کی بقا کیلئے اُن کے لئے جانا جائز ہے۔

س: کیا اسلامی نظام حکومت کے مطابق مسلم اور غیر مسلم رعایا کے حقوق میں کچھ فرق ہے؟

ج: فرمایا۔ قرآن کریم کے مطابق ایک مسلم ریاست میں رہنے والے مسلم اور غیر مسلم کے بنیادی حقوق میں کوئی فرق نہیں۔ مسلمانوں میں یہ نظریہ صرف بعض سکالرز کی غلط فہمی کی بناء پر عالم وجود میں آیا۔ مسلمانوں پر چونکہ زکوٰۃ لازم ہے اور یہ ان کے مذہب کا ایک حصہ ہے۔ شروع شروع میں اسلامی حکومت میں زکوٰۃ کا پیسہ حکومت کے اخراجات کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ چونکہ غیر مسلموں پر زکوٰۃ واجب نہ تھی اسلئے ان پر جزیہ لگایا گیا جسے سٹیٹ ٹیکس کہا جا سکتا ہے اور یہ ٹیکس زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ ملکی نظام کو چلانے کیلئے خرچ ہوتا تھا۔ کوئی بھی ذی عقل انسان اس ٹیکس کو زیادتی نہیں کہہ سکتا کیونکہ

حکومتوں کے اخراجات لوگوں پر نافذ کردہ ٹیکس علیٰحدہ کی رقوم سے ہی چلتے ہیں۔ بعد میں انتہاپسند مذہبی ملاؤں نے آہستہ آہستہ جزیہ کو ان پر عرصہ حیات تنگ کرنے کا ذریعہ بنا لیا۔ قرآن کریم میں کسی مسلم سربراہ کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ مسلم اور غیر مسلم رعایا کے بنیادی حقوق میں فرق کرے اور نہ ہی آنحضرتؐ کے قول و فعل سے اس بات کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ اسکے برعکس آنحضرتؐ نے مدینہ میں متعدد بار مسلمان اور یہودی کے درمیان فیصلہ فرماتے ہوئے انصاف پر قائم رہنے کی نہایت سختی سے پابندی فرمائی۔ خواہ اس میں مسلمان کو نقصان ہی کیوں نہ پہنچا ہو۔ کسی ایک واقعہ سے بھی یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آپؐ نے مسلمان کو یہودی پر کسی رنگ میں ترجیح دی ہو۔ خود آنحضرتؐ کے متعلق ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ آپؐ نے ایک یہودی کے کچھ پیسے قرض دینے تھے۔ اُس نے آپؐ کو روک کر قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا اور آنحضرتؐ اور آپؐ کے پورے قبیلے (بنو ہاشم) کو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ اس پر حضرت عمرؓ غصے کی وجہ سے تلوار پر ہاتھ جا پڑا لیکن آپؐ نے فرمایا کہ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے اُسے میری وجہ سے تکلیف ہوئی ہے اسلئے تم اُسکو ساتھ لے جاؤ اور قرضہ ادا کر دو بلکہ کچھ زیادہ ہی دے دو تاکہ اُسکی تکلیف کا ازالہ ہو جائے۔ جس مذہب کے بانی کا غیر مسلموں کے ساتھ یہ سلوک ہو، اُس مذہب میں ایک مسلم اور غیر مسلم کے بنیادی حقوق میں فرق کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔

س: اگر نماز باجماعت کے دوران کسی کا وضوء ٹوٹ جائے تو ایسی حالت میں اُسے کیا کرنا چاہیئے؟

ج: فرمایا۔ اگر کوئی شخص نماز باجماعت کے دوران اپنے آپ کو اس حالت میں پائے کہ اُس کا وضوء قائم نہ رہا ہو یا اُسے یاد آئے کہ اُس نے وضوء نہ کیا تھا تو متعدد علمائے اسلام کے نزدیک اُسے نماز توڑ کر باہر جا کر دوبارہ وضوء کر کے واپس آکر نماز میں شامل ہونا چاہیئے خواہ وہ ایسی جگہ ہو کہ اُسے پوری قطار پھلانگ کر جانا پڑے۔

حضور نے فرمایا کہ میرے نزدیک اس شخص کو وہیں پر موجود رہنا چاہیئے کیونکہ آنحضرتؐ کی کوئی حدیث علمائے دین کی رائے کے ثبوت میں پیش نہیں کی جاسکتی میں اُن علمائے دین کا بہت احترام کرتا ہوں لیکن پھر بھی ان کے ساتھ اس مسئلہ پر متفق نہیں ہو سکتا کیونکہ آنحضرتؐ کی متعدد احادیث سے جو مستند ہیں اور جن کا سلسلہ روایت آنحضرتؐ تک پہنچتا ہے، یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپؐ نے نمازی کے آگے سے گزر کر اسکی نماز خراب کرنے کے متعلق بڑے سخت الفاظ میں تنبیہہ کی ہے۔ ایک حدیث کے مطابق آپؐ نے فرمایا کہ نمازیوں کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہوگا کہ تیس (30) دن تک انتظار کیا جائے۔ اس سے آپؐ کا مقصد اسکی اہمیت کو واضح کرنا تھا اس لیئے مسجد میں مکمل خاموشی کا حکم ہے۔ کسی بھی شخص کو دوسرے کی عبادت میں حارج ہونے کی اجازت نہیں۔ صرف ایک شخص کی نماز کی خاطر دوسروں کی نماز خراب کرنا اسلامی تعلیم کے خلاف نظر آتا ہے اس لیئے میں اپنے نظریہ پر قائم ہوں کہ اُس شخص کو وہیں موجود رہنا چاہیئے۔ ہاں: اگر آنحضرتؐ کی کوئی حدیث علمائے دین کے فیصلے کے حق میں مل جائے تو میں اپنے مؤقف کو تبدیل کر لوں گا۔

کیف تحی الموتیٰ کی تفسیر

سوال۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو پوچھا رب ارنی کیف تحی الموتیٰ۔ اس سے کیا غرض ہے؟

جواب اس میں اللہ تعالےٰ کا مطلب جس کو سرِ الٰہی سمجھنا چاہیئے یہ ہے کہ ہر ایک چیز میری آواز سُنتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مُردوں کے زندہ ہونے پر کوئی شک پیدا نہیں ہوا۔ کیونکہ ہم تو ہر روز دیکھتے ہیں کہ متعفن پانی اور اغذیہ میں سے جانور پیدا ہو جاتے ہیں۔ پیٹ میں بچہ پیدا ہو جاتا ہے کیا وہ پہلے مُردہ نہیں ہوتا؟ پس واقعات سے انکار کرنے والا تو بڑا احمق ہوتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تو اصل سرّ سے واقف ہونا چاہتے تھے۔ پس خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک چیز میری آواز سُنتی ہے جیسے پرندے تمہاری آواز سُنکر دوڑے چلے آتے ہیں۔ اسی طرح ہر ایک چیز میری آواز سُنتی اور میرے پاس دوڑی چلی آتی ہے۔ یہانتک کہ ادویہ اور اغذیہ جو انسان کے پیٹ میں جاتی ہیں اور ہر ذرہ ذرہ میری آواز سُنتا ہے۔ پس یہاں اللہ تعالیٰ ایمان اور معرفت کا یقین دلانا چاہتا ہے۔